آخری قسط

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

اہل علم اور طلبۂ علوم دینیہ کی ذمہ داریاں

حضرت قتادہؒ نابینا علماء میں سے ہیں۔ ان نابینا علماء نے بھی دین کی بہت خدمت کی ہے۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے کتاب "العلم والعلماء" میں ان علماء کا ذکر کیا ہے کہ ان نابینا علماء نے مستقل تصنیفات کی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہؒ کو وقت کا بہت احساس تھا۔ کھانے کے وقت کا بھی اسکو احساس ہوتا تھا اور اس پر روتے تھے کہ کھانے میں بھی وقت ضائع ہوتا ہے اگر اس کو مطالعہ اور دوسرے دینی امور میں صرف کرتے تو اچھا ہوتا یہاں تک کہ پاخانہ کے وقت کا بھی احساس تھا حالانکہ یہ طبعی امور ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جن لوگوں نے ترقی کی ہے ان لوگوں کے ساتھ وقت کا احساس تھا چاہے وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا کسی اور مذہب کے ہوں۔ ایک انگریز جس کا نام پروفیسر آرنلڈ ہے۔ وہ علی گڑھ یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے اور علامہ اقبالؒ وغیرہ حضرات کے اساتذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے بارے میں بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام دعوت اسلام (The preaching of Islam) ہے۔ کسی زمانہ میں اس پروفیسر آرنلڈ اور علامہ شبلی نعمانیؒ نے ایک سمندری جہاز میں سفر کیا، اس وقت کے اکثر سفر سمندری جہازوں سے ہوتے تھے۔ انہوں نے سفر نامہ مصر اور سفر نامہ شام میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ جب وہ دونوں سمندری سفر میں تھے تو پروفیسر آرنلڈ کا اپنا کمرہ تھا اور علامہ شبلی نعمانیؒ کا اپنا کمرہ تھا اس لئے کہ سمندری جہاز کا سفر مہینوں جاری رہتا تھا۔ سفر کے دوران جہاز کے ایک حصے میں آگ لگ گئی۔ جہاز میں ہنگامہ کھڑا ہوا اور جہاز ڈوبنے لگا۔ ہم سب اس افراتفری میں تھے کہ جہاز ڈوب رہا ہے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی فکر لگی ہوئی تھی۔ نفسی نفسی کی حالت تھی اس لئے پروفیسر آرنلڈ ہم سے بھول گئے اس لئے کہ وہ کمرہ میں مطالعہ میں مشغول تھے کچھ وقت بعد خیال آیا کہ پروفیسر آرنلڈ کو تو بالکل خبر نہیں لہذا ہم دوڑ کر ان کے پاس گئے اور ان کو اطلاع دی کہ جہاز ڈوب رہا ہے اور ہم یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ اس وقت بھی وہ مطالعہ میں مشغول تھے۔ جب ہم نے صورت حال ظاہر کی تو اس نے کہا کہ جب جہاز ڈوب رہا

ہے تو میں کیا کروں، پھر تو مجھے چھوڑ دو تاکہ اس صفحہ کی تکمیل کروں اور اپنا مطالعہ پورا کروں، اس لئے کہ ڈوبنے کا تو کوئی علاج نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پروفیسر آرنلڈ کون تھے ؟۔ اپنے امام ابو یوسفؒ کو دیکھو کہ جب اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو اس وقت شاگرد عیادت کرنے آئے۔ جب شاگردوں سے بات ہونے لگی تو امام ابو یوسفؒ نے پوچھا کہ رمی ماشیا افضل ہے یا راکبا افضل ہے۔ (یہ ابواب الحج کے مسائل ہیں) تو شاگردوں نے بتایا کہ آپ کو اس وقت بہت تکلیف ہو رہی ہے اور یہ وقت ان مسائل کے چھیڑنے کا نہیں۔ اس لئے کہ آپ نے دین کی بہت خدمت کی ہے۔ آپ نے ساری زندگی فقہی مسائل تلاش کرنے میں صرف کی ہے اور ہزاروں فرضی (متوقع) مسائل کی وضاحت کی ہے (جو ابھی تک واقعہ بھی نہیں ہوئیں ہیں) لیکن پھر بھی آپ نے انکا حل بیان فرمایا اس لئے یہ وقت ان مسائل کا نہیں تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ایک مسئلہ واضح ہو جائے اس کے ساتھ مرنا افضل ہے یا یہ کہ ایک مسئلہ مجمل رہ جائے تو جب شاگردوں سے یہ بات چیت ہوئی اور شاگرد گھر سے نکل رہے تھے تو جب یہ طلباء گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر سے رونے کی آواز شروع ہوئی اور معلوم ہوا کہ امام ابو یوسفؒ دنیا سے تشریف لے گئے۔ تو امام ابو یوسفؒ حالت نزع میں بھی دینی مسائل میں مشغول رہے اور چونکہ ان حضرات کے ساتھ وقت کا احساس تھا اس لئے دین کی وہ خدمت کر کے گئے جن کی نظیر مشکل ہے تو اب آپ کو بھی وقت کی قدر کرنا ضروری ہے اور یہ وقت ایک امانت ہے۔ قیامت کے دن اللہ پاک یہ بھی پوچھیں گے کہ اپنی جوانی کس چیز میں مشغول رکھی : "عن شبابه فی ما ابلاہ" بہر حال اپنے وقت کی قدر کرو۔ بہت ناقدرے طلباء ایسے ہوتے ہیں جو اپنی پڑھائی کے اوقات کو سیاست میں گزارتے ہیں حالانکہ ہم خود پسند نہیں کرتے کہ دار العلوم میں سیاست کریں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہاں صرف تعلیمی ماحول ہو اس لئے طلباء کو یہاں دار العلوم مین سیاست سے دور رہنا ہوگا اور جب فراغت ہو جائے تو پھر سیاست کریں لیکن یہ اوقات خالص پڑھائی کے اوقات ہیں ان میں تمام مشاغل کو ختم کریں اور اپنے آپ کو صرف اور صرف پڑھائی کی طرف متوجہ کریں، لیکن اس بات کو ذھن نشین رکھیں کہ آپکی سیاست جو بھی ہو اس کو اپنے اندر رکھیں۔ اس لئے کہ مدرسے کا ایک مسلک ہے اور ایک سیاست ہے اس

لئے اس سیاست کے ساتھ آپکے سیاسی تصادم کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر میری یعنی مہتمم کی ایک سیاست ہو اور آپکی دوسری سیاست ہو تو اس سے جامعہ کی بے عزتی ہوگی، اس لئے آپ کو سیاست سے دور رہنا ضروری ہے۔ بنیادی طور سے میں آپ حضرات کیلئے سیاست کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے کبھی طلباء کو اپنے جلسے میں بھیجنے کا نہیں کہا کہ یہ طلباء میرے لئے مظاہرے کریں اور جلوس نکالیں، بلکہ یہ ضروری ہے کہ آپ خالص علم حاصل کریں اس لئے کہ دارالعلوم کو اللہ پاک نے بہت صفات اور کمالات سے مخصوص کیا ہے۔ سیاست وغیرہ ٹیپ ریکارڈ سننا، اور دیگر خرافات وغیرہ ان سب باتوں کو چھوڑ دیں۔ مدرسہ تو اتنی سختی نہیں کرتا اور آپ حضرات چونکہ عاقل اور بالغ ہیں اس لئے مدرسہ والے ہاتھ میں ڈنڈا نہیں اٹھاتے کہ آپ کے پیچھے گھومتے پھرتے رہیں بلکہ آپ خود سوچیں کہ ہم کس لئے آئے ہیں۔ ہمارے والد محترمؒ کا یہ فلسفہ تھا اور فرماتے تھے کہ ضابطہ سے رابطہ اچھا ہے یعنی ربط و محبت سے طلباء کو سمجھانا اچھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں تو ان سے آپ لوگوں کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا اور دارالعلوم کے عملہ کو بھی آسانی رہیگی۔ اس کے علاوہ تحصیل علم کیلئے بنیادی چیز ادب ہے۔ استاد کا ادب کرنا بہت ضروری امر ہے: "من علمنی حرفا فھو مولای" فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا وہ میرا آقا ہے اور اسکی خاصیت یہ ہے کہ جو طالب جتنا استاد کا ادب کرے گا اس کا علم اتنا پھیلے گا۔ ہمارے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ بہت مثالیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ شیخ الھند مولانا محمود الحسنؒ کے پاس ہزاروں طلباء تھے۔ انہی میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی تھے لیکن چونکہ مولانا حسین احمد مدنیؒ اپنے استاد کا احترام کرتے تھے ان کا علم تمام اطراف عالم میں پھیلا اور دوسرے حضرات جو اساتذہ کا ادب نہ کرتے تھے تو سکول کے ماسٹر اور معمولی عہدے دار بنے تو ادب کی وجہ سے جو درجہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو ملا وہ دوسرے طلباء کو نصیب نہ ہوا۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے استاد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی بہت خدمت کرتا اور ان کے ساتھ احترام سے پیش آتا تو مجھ پر طلباء ھنستے تھے کہ یہ

خوشامد کرنے والا ہے اور اپنے نمبر بناتا ہے، لیکن میں انکی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ آج وہ لوگ کھیتوں میں اور دنیا میں مشغول ہیں اور ان کا کوئی فیض دنیا کو نہیں پہنچتا۔ اس لئے والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ "الدین کلہ ادب" کہ دین سراسر ادب کا نام ہے اور اسی ادب سے رشتے قائم ہیں۔ میں نے جو سند بیان کی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ سے شروع کی تو اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ کنکشن (Connection) حضرت والدؒ سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک پہنچے اس لئے کہ حضرت محمد ﷺ پاور ہاؤس ہیں اور آپ حضرات کیلئے بزر السفار مر ہیں انہی نسبتوں سے یہ علم ہم کو پہنچا ہے تو گویا اس سند کو اس لئے بیان کیا جاتا ہے تاکہ سلسلہ اور سند حضرت محمد ﷺ تک پہنچ جائے۔ اور دورہ حدیث میں مقصودی چیز سند متصل کرنا ہے۔ علمی ابحاث سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ ایک حدیث بھی بغیر اتصال کے نہ رہ جائے۔ بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہفتوں درس میں حاضر نہیں ہوتے اور یہ سوچتے ہیں کہ کسی ساتھی سے کاپی لیکر دیکھ لینگے حالانکہ سند کا متصل کرنا بہت اہم ہے کہ حدثنا عن فلان عن فلان : یعنی اس طریقے سے یہ حدیث ہم تک پہنچتی ہے اور جو حدیث رہ جائے وہ سند تو بغیر اتصال کے رہ جاتی ہے تو گویا وہ سند تو حضور اقدس ﷺ کو نہ پہنچی اور بیچ میں سے کنکشن منقطع ہوا۔ اسلئے یہاں پر دوران سال سرد الحدیث ہوتی ہے تو ہر طالب علم کو ضروری ہے کہ بلاناغہ تمام دروس میں شریک رہے۔

تو محترم بھائیو! جس طرح میں نے آپ کے سامنے عرض کیا کہ استاد کا ادب ضروری ہے کہ اگر آپکی معمولی بے ادبی اس کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس سے آپ کے حصول علم میں کمی آئیگی۔ حضرت والدؒ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ امام سرخسیؒ بہت بڑے امام گزرے ہیں وہ کسی مقام کو تشریف لے گئے تو جن طلباء کو معلوم ہوا فوراً اسکی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک طالب علم تاخیر سے آیا تو ان سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ انکی والدہ بیمار تھی اور انکی خدمت میں مصروف تھا اس لئے دیر ہوگئی اور ماں کی خدمت کی وجہ سے مجبور تھا اس لئے جلدی حاضر نہ ہوسکا تو امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ آپکی عمر زیادہ ہوگی اور باقی حضرات کا علم پھیلے گا تو گویا خاصیت بیان کی کہ جو استاد کا ادب کرے تو اس کا علم پھیلے گا اگرچہ والدین کی خدمت بھی ضروری

ہے لیکن اساتذہ کے ساتھ تعلق اور انکے ادب سے علم میں برکت ہوتی ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے ایک مرتبہ افسوس سا ظاہر کیا کہ نانوتہ میں میرا فلاں رشتہ دار ہے وہ کس حالت میں ہوگا اور نانوتہ کا علاقہ دیوبند سے بہت دور تھا۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے یہ کلمات ویسے ہی کہے لیکن پاس ہی مولانا محمود الحسنؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ کلمات سنے اسی وقت ارادہ کیا کہ جاکر اپنے استاد کے رشتہ دار کا حال معلوم کرلوں کہ کس طرح ہوگا۔ گویا وہ اساتذہ کے منشا کے مطابق عمل کرتے تھے۔ دوسری طرف نانوتہ کا علاقہ دیوبند سے بہت دور تھا۔ راستہ میں گھنے جنگل تھے۔ وحشی حیوانات کا ڈر تھا۔ رات کا اندھیرا تھا لیکن پھر بھی حضرت مولانا محمود الحسنؒ چپکے سے نانوتہ روانہ ہوئے تاکہ استاد کو خبر دے دے، چنانچہ رات بھر سفر کیا اور اسکے حالات پوچھے اور راتوں رات واپس ہوئے۔ صبح جب مولانا قاسم نانوتویؒ مدرسہ میں وضو فرمارہے تھے تو شیخ الہندؒ نے ان سے فرمایا کہ رات آپ نے جس رشتہ دار کے بارے میں پریشانی ظاہر کی تھی اب اللہ کے فضل سے وہ صحیح ہیں۔ حالانکہ شیخ الہندؒ دیوبند کے ایک بڑے امیر شخص کے بیٹے تھے اور ان کے والد انگریزوں کے زمانے کا افسر تھا اور شیخ الہندؒ کو بہت ناز و نعم میں پالا لیکن شیخ الہندؒ کی یہ حالت تھی کہ جب استاد کی پریشانی کا حال معلوم ہوا تو راتوں رات سفر کیا اور حالات سے ان کو باخبر کیا۔

انگریزوں نے شیخ الہندؒ اور دوسرے علماء کرام کو مالٹا (مقام کا نام) میں قید رکھا اور ان حضرات کو گرفتار کرنے میں شاہ حسین (شہنشاہ اردن) کے دادا کا کردار سر فہرست ہے کہ انہوں نے انگریزوں کو آگاہ کیا اور ان پاک ہستیوں کو مالٹا میں چار سال تک قید رکھا اور انہوں نے مالٹا جیل میں مختلف قسم کی تکالیف برداشت کیں۔ اسیری کے دوران شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ بہت بیمار ہوگئے تھے اور چونکہ ضعیف تھے اس لئے تہجد کے وقت ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا بہت مشکل تھا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے جب یہ دیکھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو ہر رات چپکے سے پانی کا برتن لیتے اور اس برتن کو اپنے سینے سے پیوست کرتے تاکہ بدن کی حرارت سے اس کی ٹھنڈے پن میں کمی آجائے۔ لہذا مولانا حسین احمد مدنیؒ رات بھر بیٹھے رہتے اور اس برتن کو اپنے بدن سے لگائے رکھتے اور تہجد کے وقت اس پانی کو شیخ الہندؒ کی

خدمت میں پیش کرتے جس سے وہ وضو فرماتے تو گویا مولانا حسین احمد مدنیؒ خود تو تکلیف برداشت کرتے لیکن کوشش یہ ہوتی کہ استاد کو راحت پہنچے تو یہ ہمارے اسلاف کے ادب کا ایک نمونہ ہے۔
تو اب آپ کو بھی اساتذہ کا ادب واحترام ضروری ہے اس طرح دار العلوم کا ادب کرنا بھی ضروری ہے حتیٰ کہ دار العلوم کے چپڑاسی کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ تمام حضرات آپ کے خادم ہیں۔
بڑے بڑے علماء کے بارے میں سنا ہے کہ وہ دیوبند اور گنگوہ کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ سوتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ یہ دونوں مراکز ہی اور قبلہ علمی ہیں۔ ایک عبادت کا قبلہ ہے اور ایک علم کا قبلہ ہے تو میرے بھائیو! یہ دار العلوم بھی قبلہ علمی ہے اس کا احترام آپ تمام حضرات پر لازم ہے اور آج بھی ایسے بہت حضرات ہیں وہ جب دار العلوم تشریف لاتے ہیں تو سڑک پر جوتیاں اتارتے ہیں تاکہ دار العلوم اور قبلہ علمی کی ناقدری نہ ہو۔

اب اہم بات یہ ہے کہ چونکہ طالبان کی وجہ سے ساری دنیا میں آپ حضرات کا نام اونچا ہو گیا ہے اس لئے مختلف قسم کے لوگ آئینگے اور آپکے حالات کو دیکھیں گے کہ یہ کس طرح لوگ ہیں۔ آج امریکہ سے، اسٹریلیا سے، جرمنی سے، برطانیہ سے لوگ آتے ہیں تاکہ آپ لوگوں کو دیکھیں کہ طلباء کیا چیز ہیں جنہوں نے ساری دنیا میں ایک ہل چل مچا رکھی ہے۔
گذشتہ سال میرے پاس ایک وفد آیا تاکہ طلباء کے حالات معلوم کریں کہ یہ کس طرح کی مخلوق ہے؟ ان خبیثوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا ہے کہ یہ طالبان ایک "غلیظ اور گندی شے" ہے۔ ان کے سینگ بھی ہیں ان کے بڑے بڑے دانت ہیں اور پیچھے سے دم کو تلاش کرتے ہیں کہ کتنی لمبی ہوگی اور ان کا یہ تصور نہیں ہے کہ طلباء انسان ہونگے اور جب ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نام بھی ہیں تو بہت حیران ہوئے اور کہتے ہیں کہ مولانا کیا ان کے نام بھی ہیں اور آکر یہ بیان کرتے ہیں کہ مغربی ممالک میں یہ تصور ہے کہ طلباء بھیڑ، بکریوں کی طرح ایک مخلوق کا نام ہے۔ لیکن میرے بھائیو! یاد رکھو یہ چند دن کا پروپیگنڈہ ہے جو ختم ہو جائیگا۔ اس لئے آج صحابہ کی طرح حالت پیدا ہو گئی ہے۔ گذشتہ زمانے میں دنیا کے لوگ صحابہ کے ساتھ ہنستے بھی تھے اور انکے بارے میں پوچھتے بھی تھے کہ یہ کس طرح کھاتے ہیں کس طرح پیتے ہیں اور اپنے خصوصی جاسوس بھیجتے تھے

۔ میرے ساتھ جو یہودی اور عیسائی آتے ہیں تو مجھ سے ملا عمر کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کس طرح کا آدمی ہے۔ اس کے کان کس طرح ہیں، اسکی ناک کس طرح ہے۔ بعض حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ ملا عمر ہے ہی نہیں بلکہ آپ لوگوں نے مقامات کی طرح ایک ڈرامہ بنایا ہے۔ اگر وہ ہوتے تو باہر کیوں نہیں نکلتے۔ آج دنیا کو تجسس ہے کہ وہ کہاں ہے ؟۔ تو آج تمام دنیا آپ کے خلاف ہے۔ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرتی ہیں کہ انکی خوراک کیا ہے۔ یہ علم کس طرح سیکھتے ہیں اور ۲۴ گھنٹے آپ کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ہمارے والد محترمؒ کے ساتھ غم تھا کہ جب طالب علم کسی محلہ کو جائے گا تو لوگ گھور گھور کر دیکھیں گے اس لئے فرماتے تھے کہ بازاروں میں ایک دوسرے کو آواز نہ دو اور ہوٹلوں میں نہ بیٹھو لیکن آج تمام عالم کفر طلباء کے خلاف ہے اور سمجھتے ہیں کہ ان کا سب سے بڑا دشمن طالب علم ہے اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ ان کا مرکز ہے، اس لئے بیدار رہ کر وقت گزارنا ہوگا۔ یہاں پر دوسری بنیادی چیز صفائی ہے۔ مدرسے والے بھی کوشش کرتے ہیں لیکن آپکے تعاون کی ضرورت ہے لہٰذا اپنے کمروں کو صاف رکھیں اور جو گندگی ہو اس کو کمروں کے باہر نہ پھینکیں بلکہ جو ڈرم پڑے ہوں اس میں گندگی ڈالیں۔ اسی طرح کمرے میں (پلاسٹک شاپر) رکھیں اور اس میں غیر ضروری اشیاء ڈالیں اسلئے کہ جب گندگی ہوگی تو مچھر پیداء ہونگے اور پھر آپ حضرات کو تکلیف ہوگی۔ کاغذوں کو نیچے نہ پھینکو بلکہ اس کو محفوظ رکھو اور جب بہت جمع ہو جائیں تو ان کو جلائیں اس لئے کہ ہر کاغذ میں ضرور بضرور اللہ اور رسول ﷺ کا نام لکھا ہوتا ہے اور جب ہم اس کو نیچے پھینکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ پاؤں کے نیچے آئیگا اور گناہ کا سبب ہوگا اس لئے جب علم کو آئے ہو تو ان چیزوں کا احترام کرو جن سے علم حاصل ہوتی ہے۔ کتابوں میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک جاہل شخص تھا جو علم سے بالکل خالی تھا۔ ایک دن اس نے ایک کاغذ نیچے پڑا ہوا دیکھا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا وہ بہت رویا کہ اللہ کا نام نالی میں پڑا ہوا ہے۔ لہٰذا اس نے کاغذ کو اٹھایا اور اسکو دھویا لیکن وہ بہت روتا رہا۔ رات کو سوئے اور جب صبح اٹھے تو عربی پڑھنے لگے حالانکہ وہ بالکل جاہل اور ان پڑھ تھے تو کہنے لگے کہ :"امسیت کردیا و اصبحت عربیا" تو کاغذ کے احترام کی وجہ سے رات ہی میں اللہ نے نیند میں عالم بنایا۔ جب سونے لگے تو کردی تھے اور جب صبح ہوئی تو عالم بن

گیا تھا۔ تو ایک کاغذ کی احترام کی وجہ سے اللہ نے علم نصیب فرمایا۔

آج جامعہ کے مصارف بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ تمام اساتذہ کرام نے مشورہ کیا کہ داخلہ میں کمی کی جائے۔ لیکن میرا دل یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص محروم رہ جائے۔ اخراجات کی وجہ سے گذشتہ سال ایک ایک مہینہ بہت تکلیف سے گزرا اس لئے گذشتہ سال کے پیش نظر یہ طے پایا کہ گذشتہ تعداد سے نصف تعداد میں داخل کرایا جائے لیکن ہم نے گذشتہ سال سے زیادہ طلباء کو داخلہ دیا ہے تاکہ کوئی علم سے محروم نہ رہ جائے اور طلباء چونکہ اللہ کے مہمان ہیں اس لئے اللہ پاک خود بندوبست فرمائیں گے۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون" تو اب چونکہ تعداد زیادہ ہو گئی ہے اس لئے ایک دوسرے کو جگہ دیں۔ ایک دوسرے کی تکالیف کو برداشت کریں۔ ایک دوسرے کو کھانے میں شریک کریں۔ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ "طعام الواحد یکفی لاثنین" یعنی ایک کا کھانا دو افراد کیلئے کافی ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے کو اپنے ساتھ شریک کرو تاکہ کوئی محروم نہ رہ جائے۔ بجلی کا خرچہ بھی بہت زیادہ ہے۔ لاکھوں کے حساب سے بل آتے ہیں جس طرح مطبخ کا ماہانہ خرچہ لاکھوں تک آتا ہے تو دوسری طرف بجلی کا بل بھی لاکھوں تک پہنچتا ہے۔ اس لئے بجلی کے بارے میں آپ محتاط رہیں، جو فضول بتی جل رہی ہو اس کو بجھاؤ، ہیٹر اور استری کا استعمال نہ کریں۔ اس لئے کہ دارالعلوم کی طرف سے اسکی اجازت نہیں اور جو استعمال کرتے ہیں وہ حرام استعمال کرتے ہیں۔ حضرت والد صاحبؒ کے زمانے میں پنکھے نہ تھے بجلی کا خرچہ کم تھا۔ اور بعد میں آپ لوگوں کی خاطر ہم نے پنکھے لگائے تاکہ آپ کو راحت ہو جسکی وجہ سے بجلی کا خرچہ بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اگر آپ حضرات تعاون نہ کرینگے تو شائد بل کی زیادتی کی وجہ سے بجلی کٹ جائے پھر آپ کے تعلیم و تعلم میں کمی آئینگی لہذا ان باتوں کا اہتمام کریں۔ اسی طرح اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو نہ رکھیں، یہ گندگی اور غلاظت پھیلاتے ہیں۔ دیواروں پر نعرے لکھتے ہیں اور مکانات کو گندہ کرتے ہیں اور آسانی اس میں رہے گی کہ خود باری باری کام کیا کریں اور ایک دن خدمت کیلئے مختص کر دیں۔ اسی طرح ان چھوٹوں سے خدمت نہ کرائیں بلکہ اپنی خدمت خود انجام دیں۔